ایک اونکار ست گور پرساد

پیامِ حق
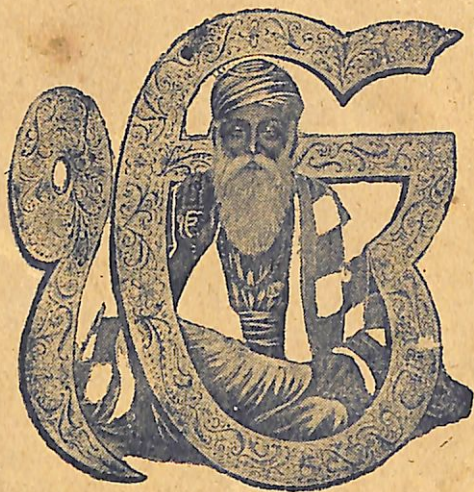
جپ جی

اُردو نظم میں ترجمہ

(اردو نظم میں ترجمہ)

تسنیم

گورو نانک الیکٹرک پریس لدھیانہ

اک اونکار ست گورپرشاد

پیامِ حق

شری گورو نانک دیو جی کے

جپ جی

کا

اردو نظم میں ترجمہ

پروفیسر گنگا دھر تسنیم

ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل

ازطرف پروفیسر رشید ابانوی

۸/۱۲/۱۸۵

پہلا ایڈیشن ۱۹۷۰ء .... ایک ہزار

قیمت .... [illegible] ۲/-

مطبع :- گورو نانک الیکٹرک پریس چوڑا بازار لدھیانہ

پبلشر .... بزمِ ادب، چنڈیگڑھ

ملنے کا پتہ

۱- ۱۶۶۱ سیکٹر ۷ سی، چنڈیگڑھ

۲- ہماچل سوندریہ ۸۳ دی مال، شملہ (ہماچل پردیش)

۳- فرینڈز لائبریری ۵۲ مارکیٹ سیکٹر ۲۳ چنڈیگڑھ

۴- پنڈت دیس راج چمن لوتھرہ ۵۹ سیکٹر ۱۹ سی چنڈیگڑھ۔

معروضات

سری گورو نانک دیوجی کی پانچ صد سالہ جنم گانٹھ پر ملک کے گوشے گوشے
میں اُن کی شخصی عظمت اور تعلیمی اہمیّت کو اُجاگر کرنے کے لئے جو گراں قدر اہتمام
ہُوا ہے وہ عین اُن کی شایانِ شان ہے۔ سب اداروں اور اہم فن کاروں اور
فاضل لوگوں نے اِس میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا ہے۔ اِن کی تعلیم پر تحقیق و تدقیق
کا جس قدر کام ایک سال میں ہُوا ہے میرے نزدیک یہ ایک مہان یگیہ ہے۔
جو آنے والی بے شمار صدیوں تک بنی نوعِ انسان کی زندگی کے ہر شعبے میں
مشعلِ ہدایت کا کام دیتا رہے گا۔ اس مہا یگیہ میں میں نے بھی ایک چھوٹی
سی آہوتی ڈالی ہے۔

اِس لاثانی کلام کے حقیقی مفہوم کو تشریح اور ترجمے کے ذریعے کما حقہ
بیان کرنا نہایت مشکل کام ہے۔ اس صحیفے کے اجمال اور اختصار پر غور و تامّل
کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ دقیق معانی کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔
جس کی کوئی اور چھور نظر نہیں آتی۔ یہی وجہ ہے کہ عقل و فکر و فنکاری ست گورو کی روحانی
پرواز کو چھونے سے قاصر ہیں۔ اِس حقیقت کے باوجود مجھے ایسے عقیدت گزار نے
مقدور بھر کوشش سے اپنے فرضِ عبودیت کو ادا کیا ہے۔ محبت میں زبان
ٹوٹی پھوٹی بھی ہو۔ محبوب اُسے پسند ہی کرتا ہے۔ اِس طرح عقیدت گزار بھی
کچھ سعادت اور ثواب کا حقدار بن جاتا ہے۔

ضرورتِ شعر نے مجھے کئی مقامات پر تشریحی ایزادی پر مجبور کر دیا ہے۔

اُس کے باوجود جہاں تک ہو سکا۔ میں نے ہر کوی خیال میں کسی طرح کی تصریف و تبدیلی کی بدعت سے بچ جانے کی پوری کوشش کی ہے۔

میں بھی ایک عام انسان کی طرح بشریت کے اُن حدود سے آزاد نہیں ہوں جو انسان کے ہر کام میں غلطیاں سرزد ہونے کے امکان کا تقاضا رکھتے ہوئے ہیں۔ اسلئے میں عالی ظرف اور فراخ دل ادیب اور روحانی دوستوں سے توقع کرتا ہوں۔ کہ وہ مجھے بیان و زبان اور معانی کی خامیوں اور خطاؤں سے مخلص دوستوں کی طرح آگاہ کریں گے۔ میں کشادہ پیشانی سے ان کا خیر مقدم کروں گا۔ اور دوسرے ایڈیشن میں ان پر غور و خوض کر کے ان کے ارشادات کی تعمیل کروں گا۔

اِس ترجمے کے دوران داداچیلارام صاحب کا انگریزی ترجمہ (جپ جی) میرے زیرِ مطالعہ رہا ہے۔ جس سے میں نے کئی مشکل مقامات پر اُردو الفاظ کے انتخاب اور معانی و مفہوم کو سمجھنے اور سُلجھانے میں کافی مدد حاصل کی ہے۔ بے حد ممنون ہوں۔ دھرم پرائن، دیش بھگت اور فاضل برادرِ محترم پنڈت بسنت رام جیتلی بھیڑی کا جناب دیپ لال صاحب گل کا جو گوردوارہ بانی اور گورو گھر کے پُجاری اور سیوک ہیں۔ اور پنڈت جوالا پرشاد شاہی کا جن کی ترغیب و تحریک نے اِس ترجمے کے دوران قدم قدم پر میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ بہت شکر گزار ہوں۔

پیامِ حق پڑھا

جنابِ تسنیم صاحب نے اپنے منظوم ترجمہ جپ جی صاحب کا ایک قلمی نسخہ مجھے بھیجا۔ میں نے اسے نہایت دِل چسپی سے پڑھا۔ میں تسنیم صاحب کو اخباروں اور رسالوں میں ایک مُدت سے پڑھتا رہا ہوں اور مشاعروں میں بھی بارہا اِن کی غزلیں اور نظمیں سُننے کا اتفاق ہُوا ہے۔ آل اِنڈیا ریڈیو سے اِن کے متعدّد مقالے بھی سُنے۔ نظم کی طرح اِن کی نثر کا رنگ بھی دیدنی ہے۔ تنقید نگاری اور مزاح نگاری کے میدان میں بھی اپنی شاعرانہ تخلیقوں کی طرح اندازِ فکر و نظر کے اعتبار سے ان کی انفرادیت نمایاں ہے۔ اُردو شاعروں اور ادیبوں کے ذہنوں میں انکی علمیت اور فن شناسی کا ایک جُھبتا ہُوا احساس پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے احسانوں کے مارے ہوئے ہیں۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف ٭ اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی،

جپ جی صاحب کے اس ترجمے کو پڑھکر مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ جس قدر محنت اور کاوش سے اصل مطالب کو اُردو نظم میں ڈھالنے کی یہ کامیاب کوشش اُنہوں نے کی ہے اور جس عقیدت اور ارادت سے یہ مُقدس فرض انہوں نے سرانجام دیا ہے۔ یہ ان کی زندگی کی ادبی خدمتوں میں ایک امتیازی اور لافانی شاہکار ہے۔ انہوں نے شعری نزاکت کو بھی کہیں ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اور متن (Origin) کے مطالب کو بھی حتّے الامکان کہیں حذف و سقط نہیں ہونے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ترجمے میں بھی اُردو دان طبقہ ایک زبردست تاثیر اور رُوحانی تسکین محسوس کریگا۔

سری گورو نانک دیوجی کا کلام (مترجم نے اِس کا نام پیامِ حق رکھّا ہے) یقیناً ربّانی اور حقّانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کلام کے تمام تر مطالب کی تہ تک پہنچنے کا دعوےٰ کوئی

نہیں کر سکتا اور پھر ایسے روحانی صحیفوں کا ترجمہ خاص طور پر جن جن مشکلات کا موضوع ہوتا ہے۔
وہ اہلِ فہم و فراست سے پوشیدہ نہیں۔ تاہم تسنیم صاحب نے جس حد تک متن اور ترجمے میں مطابقت
رہ سکتی ہے پیدا کی ہے۔ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے۔ یہ سعادت ابھی تک کسی دوسرے شاعر کو نصیب
نہیں ہوئی۔

یہ ترجمہ دُنیا بھر کے اُن علاقوں میں اس پاکیزہ اور بلند پایہ کلام کو لے جائیگا۔ جن میں ایسے اُردو داں
اصحاب ذوق رہتے ہیں جو اسے اصل رسم الخط میں نہیں پڑھ سکتے۔

ترجمے کا افادہ ساری دُنیا کے علم و ادب میں مسلّمہ ہے۔ ترجمے نہ ہوں تو علم و ادب کے ارتقاء کے امکانات
نہایت محدود ہو کر رہ جائیں۔ تنگ نظر لوگ ہی ساری دُنیا میں ایک زبان کے ہونے کا خواب پریشان
دیکھتے ہیں۔ تعصب اور تنگ نظری کیساتھ کسی زبان کی اشاعت کم کرنے والے لوگ زبان ہی پر
ستم نہیں کرتے بلکہ پاکیزہ اور بلند پایہ خیالات و افکار کو مستحق لوگوں تک جانے سے روک کر
اخلاقی اور ادبی گناہ کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ ترجمے کے مفید ترین ہونے سے انکار عقل و دانش
اور فراست و فرہنگ کے انوار سے انکار ہے۔

اگر تسنیم صاحب جو گروؤں کی پوتر بانی کے سالہا سال سے پجاری اور پریمی ہیں۔
سری گورو نانک دیو جی کے پانچ صد سالہ ظہور کی تقریب پر یہ ترجمہ نہ کرتے تو وہ اپنے
روحانی اور اخلاقی فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے تھے۔

اُمیدِ کامل ہے کہ قدرداں اصحاب تسنیم صاحب کی اس محنت اور عقیدت گزاری کی
داد دیں گے۔

گنہگار دام مسعود (ڈاکٹر)

مسعود لاج سولن

۱۴ ؍ اپریل ۱۹۷۰ء

تاثرات

جپ جی صاحب کے مقدّس صحیفے کا پیغام مذہب و ملّت کی قید وحد ہی سے باہر نہیں بلکہ زماں اور مکاں کے تعیّن سے بھی بر تر ہے۔ یہ ہر انسان ہر مقام اور ہر وقت کے لئے ہے یہ منظوم ترجمہ میں نے پڑھنے کی طرح پڑھا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ پروفیسر گنگا دھر تسنیم نے جو اردو فارسی ھندی کے ساتھ ساتھ پنجابی زبان پر بھی کامل عبور رکھتے ہیں۔ ترجمے کا حق ادا کر دیا ہے۔ گورو نانک دیو جی کے اس عظیم شاہکار یعنی جپ جی صاحب کے کچھ منظوم ترجمے اردو زبان میں پہلے بھی میں نے پڑھے ہیں لیکن مشرقی فلاسفی اور ہندوستان کے قدیم مذہبی اور روحانی پس منظر سے عدم واقفیت کے باعث یہ تراجم اصل تصنیف کی روح سے عاری ہیں اور بہت سے مقامات پر ادائے معانی و مطالب کے لحاظ سے مطلب سعدی دگر " من کردہ گئے ہیں۔ علاوہ ازیں اس لطیف تصنیف کا ترجمہ روحانیت کے اسرار و رموز کے عملی شعور اور واردات باطنی کا بھی مقتضی ہے۔

جناب تسنیم اس مشکل کام کے لئے اس لئے موزوں ہیں کہ انہیں عملی روحانیت میں گہرا دخل ہے انہوں نے اپنی زندگی کا بیش تر حصہ عارفان کامل اور ہادیان راہ معرفت کی صحبت میں گزارا ہے۔ اس عقیدت گزاری کی بدولت انہیں جوانی ہی میں معرفت کے ایسے رازوں کی عرفانی دولت نصیب ہوئی۔ جو نہایت عمیق اور سربستہ متصوّر ہوتے ہیں کیوں نہ ہو۔

ہم نشینی ساعتے با اولیا ✲ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مترجم کے بارے میں ان مختصر الفاظ ہی پر اکتفا کرتے ہوئے ترجمے کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ ترجمہ جو نہایت عقیدت اور عرق ریزی سے کیا گیا ہے۔ تصنیف سے حد درجہ

نزدیک اور ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ یہ ایک تحسین و تجمیل کوشش ہے جسے سعیِ مشکور کہتے ہی بنتی ہے۔ مترجم نے نہایت چابک دستی سے ترجمے میں اصل تصنیف کی روح سمو دی ہے۔ ترجمے کی بحر صاف اور پُر تاثیر ہے اور زبان خالص اردو ہے۔ الفاظ نہایت خوبصورت اور عام فہم ہیں۔ ترجمے کو دلکش اور سلیس بنانے کیلئے حتی الامکان فارسی کی اُن بوجھل ترکیبوں سے گریز کیا گیا ہے جنہیں محض اظہارِ علمیت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور ایسی گھامڑ زبان سے بھی حذر کیا گیا ہے۔ جو ادبی لحاظ سے کسی بھی زمرے میں شامل نہ ہو۔

میرے نزدیک حبیب جی صاحب کا اس سے بہتر ترجمہ آج تک نہیں ہوا۔ تسنیم صاحب کی یہ کوشش کامیاب ہے اور تشنگانِ روحانیت کے لئے فی الواقع آبِ رودِ تسنیم کی تازگی اور لطافت لئے ہوئے ہے۔ جو اردو دان اصحاب گرمکھی میں اس مقدس نظم کو پڑھ اور سمجھ نہیں سکتے اُن کے لئے یہ ترجمہ یقیناً ایک بیش بہا تحفہ ہے اور جو لوگ اردو اور پنجابی دونوں زبانیں جانتے ہیں اُن کے لئے دوسرے اردو میں کئے ہوئے ترجموں کے ساتھ اس کا متوازی مطالعہ کئی طرح کی دلچسپیوں کا موجب ہوگا۔ جن کا ذکر میں یہاں مناسب نہیں سمجھتا۔ بہر حال میں اہلِ نظر سے اس کوشش کی قدردانی کے لئے اپیل ضرور کروں گا۔

من موہن شرما موہنؔ امرتسری چنڈیگڑھ۔ ۲۲ر اپریل سنہ ۱۹۷۰ء

اِک اونکار ست گُرپرساد

شری گورو نانک دیوجی کی تعلیم

تاریخ کے جس دَور میں ست گورو نانک دیوجی کا ظہور ہوا۔ اس وقت ہندوستان کے قدیم مقدّس صحیفوں کی تعلیم یکسر گم ہو چکی تھی۔ دھرم کا ادارہ خلط ملط ہو کر بے معنی ہو گیا تھا دھرم کی سچّی اور جھوٹی کتابوں (ست اور اسَت شاستروں) میں کوئی تمیز باقی نہیں رہ گئی تھی۔ انسان کے لئے حقیقت کو تلاش کرنے کے سارے راستے مسدود ہو چکے تھے۔ پرماتما کے اِتنے رنگ روپ اور عبادت کے اتنے مختلف طریقے جاری ہو گئے تھے۔ جن کا بیان بھی کچھ گمراہ لوگوں کی دِل آزاری کا باعث ہو سکتا ہے۔ وہ ایک ایسا وقت تھا۔ جب معاشرے کے ہر پہلو میں ایک افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ انسانی برادری میں بے دِلی اور بے بسی کا احساس عام ہو چکا تھا۔ کوئی ایسا راستہ نظر نہیں آتا تھا جس پر چل کر وہ اپنی دینی اور دُنیوی زندگی میں اطمینان اور آسودگی حاصل کر سکتے۔ پڑھے لکھے لوگوں کا محدود طبقہ ان پڑھوں کو پرماتما اور اُس کے کارندوں سے ڈرا ڈرا کر اپنے حلوے مانڈے کا سامان کر رہا تھا۔ اور اپنی ذاتی اغراض پوری کر رہا تھا۔ دھرم کے نام پر یہ گمراہی ہر شعبۂ زندگی میں عام تھی۔ اُدھر جمہور کی سیاسی زندگی کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ حاکم کو رعایا کے آرام و رفاہ سے کسی طرح کی دِلچسپی نہ تھی۔ وہ اختیار اور اقتدار کے نشے میں چور اپنی من مانی کر رہے تھے۔ سب کے جان و مال اور عزّت ہر وقت خطرے میں تھے۔ غرضیکہ اس وقت کا انسان مجلسی، سیاسی، مذہبی اور

رُوحانی پہلوؤں سے خود اختیاری کھو چکا تھا۔ مالا کے منکوں کی طرح ایک ایک بکھر کر الگ تھلگ ہو چکے تھے۔ تنظیم کا نام تک نہ تھا۔ اس وقت کی ساری زندگی خوفزدہ اور منتشر تھی۔

اس یاس انگیز اور پُر آشوب ماحول میں شری گورو نانک دیو جی کا ظہور ہُوا۔ پرماتما نے اُسی وقت ہندوستان کے سارے علاقوں میں اس گرتے ہوئے انسان کو سنبھالنے کے لئے مہاتما اور سنت بھیجے۔ جنہوں نے اپنے اپنے دائرۂ رُوحانی کے مطابق علاقائی زبانوں میں پرچار کر کے اپنا اپنا فرض پُورا کیا۔ لیکن باباجی کی تعلیم ہمہ پہلو تھی۔ انسانی زندگی کے ہر شعبے پر اپنی مُہرِ دوام ثبت کرنے کے لئے تاثیر سے معمور تھی۔ اور مکمل تھی۔ انہوں نے دنیا اور عقبیٰ۔ رُوح اور مادّہ، انسان اور خدا کے باہمی تعلق کی اپنی متوازن تعلیم شروع کی۔ جس نے انسانی زندگی کے ہر شعبے میں فلاح اور اصلاح کے سیدھے سادے راستے دکھلائے وہ سنیست اور گرہست کی افراط و تفریط سے بالکل آزاد تعلیم کا پیغام لیکر ہندوستان اور پڑوسی ملکوں میں اپنے رفیقوں بالا اور مردانہ کے ساتھ گمراہ اور غم زدہ عوام میں گئے اور ان کو اپنی تعلیم اور تلقین کا آبِ حیات پلا پلا کر شاد اور آزاد اور بے خوف کرتے گئے۔ اور ساتھ کے ساتھ ایک صداقت سے بھری ہُوئی تنظیم کی طرف آنے کی دعوت دیتے گئے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ہم عصر سنتوں اور مہاتماؤں میں ایک شانِ امتیازی رکھتے ہیں۔ اس اٹل حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ کسی وقت کا مہاپُرش یا اوتار اس وقت کے انسانوں کی نجات کا وسیلہ بن سکتا ہے۔

اُنہوں نے انسان کو دُنیوی زندگی کے لئے حوصلہ مند اور تنا ور دل دیا۔ اور رُوحانی ترقی کے لئے اتنا آسان اور مکمّل لائحۂ عمل عطا کر گئے۔ جس پر چلنے کے لئے

کسی تعلیمی لیاقت اور دنیوی ذرائع و وسائل کی ضرورت نہیں۔ ہر انسان اس پر آسانی سے چل کر دونوں جہانوں کی نعمتیں حاصل کر سکتا ہے۔

یہ طریقہ ہے تادیب نفس کا اور زاویہ نگاہ کو صداقت کے سانچے میں ڈھالنے کا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے داتا کا نام جپنے کا۔ کتنا سادہ ہے یہ طریقہ۔ جو لوگ اس راستے پر چلے ہیں یا چلیں گے وہی باباجی کے اس بے پایاں احسان کو محسوس کریں گے۔ اُنہوں نے انسان کو ایک تاریک وادی سے باہر نکالنے کے لئے اپنی روشنی کا مینار کھڑا کر دیا۔ اور پکارا کہ آؤ سارے خوف وہراس کو اپنے دل سے نکال کر ادھر آؤ، یہ راستہ ہے۔ ظالم اور جابر حاکم سے رہائی دلانے کے لئے اُن کی مالا نے کرپان کا روپ دھارن کرکے دشمِ گورو گوبند سنگھ جی کے ہاتھ میں آکر اپنے جوہر دکھائے اور دنیا کو دہشت اور ہیبت سے رہائی دلائی اور دوسری طرف حقیقت کی تلاش کرنے والے سینکڑوں اور ہزاروں سنتوں اور خداپرستوں کو ان کے ارشادات سے اتنی طاقت ملتی ہے کہ اپنے ساتھ اور بہت سے انسانوں کو سلامتی کا راستہ دکھانے اور سچائی کی طرف لے جانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس ماحول میں اگر سری گورو نانک دیو جی اپنا دھرم پرچار شروع نہ کرتے تو یہ دھرم بھومی راکشش بھومی بن جاتی۔ باباجی نے اپنی ہمہ گیر تعلیم کے ساتھ لوگوں کے گرتے ہوئے دلوں کو تھام لیا۔ سب کو ایک ایسی انسانی برادری میں آنے کی دعوت دی جس میں سب کا درجہ برابر ہے۔ وہ ... کم تری اور برتری کے جھوٹے تاثرات کو اڑانے کے لئے چھوٹے درجے کے آدمیوں سے پیار کرتے۔ امیروں کو چھوڑ کر غریبوں کے پاس ٹھہرتے۔ بھائی لالو اور ملک بھاگو کا واقعہ ان کی تعلیم کے

پرچار کے اصلی طریقے کا ایک بے نظیر نمونہ ہے۔

ان کی تعلیم کا نچوڑ ان کا مقدس منظوم صحیفہ **جپ جی صاحب** ہے جس کے موٹے موٹے پہلوؤں پر یہاں ہم غور کرتے ہیں۔ ایک اونکار پرماتما کا ذاتی نام ہے۔ مول منتر میں اس پرماتما کی نمایاں صفتیں بیان کر کے اِک اونکار کی تصویر بنائی ہے اور جپ جی صاحب میں اس مول منتر کی تشریح کی گئی ہے۔ پھر سری گورو گرنتھ صاحب اور دوسرے سکھ گرنتھ اسی جپ جی صاحب کی تفصیل ہیں۔ جپ جی صاحب بنیادی اصولوں کا وہ مختصر بیان ہے جس کا جپ کرنے والا سچائی کو آسانی سے ہی حاصل کر سکتا ہے۔ اس کا جپ آرام اور پریم کے ساتھ دس منٹ میں ہو سکتا ہے۔ اس سے پرماتما کی عظمت اور موجودگی کا سرور چند دنوں کے جاپ سے حاصل ہو جاتا ہے۔

۱۔ باباجی وحدتِ وجود (ایک ہستی) کے قائل ہیں اور اپنے عقیدت مندوں کو سوائے پرماتما کے کسی اور کو سننے ماننے اور دیکھنے سے منع کرتے ہیں۔ ان کی تعلیم ست اور نت کی ایکتا پر منحصر ہے۔ مول منتر اسی ست کے **ذاتی** نام سے شروع ہوتا ہے۔ جس کو ہم سچ کہتے ہیں۔ اسی ایک کو زیادہ یقین دلانے کے لیئے وہ فرماتے ہیں۔

کرمی آوے کپڑا ندری موکھ دوآر
نانک ایوے جانئے سبھ آپے سچیار"

سچائی کو حاصل کرنے کا راستہ باباجی نے کئی جگہ اس پوتر پوتھی میں کھول کر بیان کر دیا۔ کِو سچیارا ہوئیے کِو کوڑے تٹے پال
حکم رجائی چلنا نانک لکھیا نال

پھر فرماتے ہیں۔

ہُکمے اندر سبھ کو باہر ہُکم نہ کوئے
نانک ہُکمے جے بُجھے تا ہؤمے کہے نہ کوئے

اُسی خالق اور پروردگار کے حکم میں چلنے والا اور ساری مخلوق کو اس کے درشن سمجھنے والا اپنی ہستی کو اُسی لایزال ہستی میں شامل سمجھ کر اِن دُکھوں اور پاپوں سے جلد رہائی حاصل کر لیتا ہے۔ سچّی بات تو یہ ہے کہ اُوپر لکھے ہوئے مقدّس الفاظ ایسا راستہ بتاتے ہیں۔ جو ایک انسان پرماتما سے ملنے کے لئے آسانی سے طے کر سکتا ہے۔ اس طریقے کی تاثیر کسی بھی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

....

اُسی خالق کے حکم کے ساتھ سب کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن یہ انسان اپنی چودھراہٹ لئے بیٹھا ہے۔ اگر اُس مالک کو ملنا چاہتا ہے تو اپنے ہر کام کو اُس کا حکم مان کر اپنا سب کچھ اُس پربھو کے حوالے کر دے۔ اس کے قدموں میں اپنے آپ کو نثار کر دے۔

پوڑیوں کا لبِّ لباب

خدا لایزال ہے واحد ہے لاشریک ہے۔ زندگی ہی زندگی ہے وہی ایک قابلِ پرستش اور لائق عبادت ہے۔ اونکار سے پہلے ایک کی تاکید اسی لئے کی گئی ہے کہ اُس کی ذات میں کسی اور شکل وصورت کی گنجائش نہیں ہے۔ وحدتِ ذات ہی جپ جی صاحب کی تعلیم کا سنگِ بنیاد ہے۔

۱-۲-۳-۴۔ وہ ذات واحد خالق مالک اور ہالک ہے۔ قادرِ مطلق ہے حاکم مطلق ہے۔ اس کے آگے کسی کی عقل اور طاقت بے معنی ہے۔ ان تینوں پوڑیوں کی آخری دو دو سطریں اہلِ عمل کی رہنمائی کے لئے کافی ہیں ان میں حقیقت کو حاصل کرنے کا مکمل راستہ ہے۔

۵-۶۔ ان میں گورو دیو کی عظمت بتا کر اُس واحد پروردگار کو مدِّ نظر رکھنے کی تلقین ہے۔

۷۔ دُنیوی عیش وراحت کے سامان اور حکومت اور دولت کی طاقت کسی شخص کے لئے مایۂ ناز نہیں ہو سکتے۔ عرفانِ ذات کی دولت ہی حقیقی دولت ہے اور یہ دولت جسے چاہے وہی دے سکتا ہے۔

۸-۱۵۔ نام سُننے اور نام پر دھیان دینے اور نام کا روپ بن جانے سے انسان اونچے سے اونچا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ نام ہی پرماتما کو ملنے کا بہترین طریقہ ہے۔ اس نام کے راستے کی تلقین اور تعلیم کو سُننا اور اُسے مان کر اُس پر عمل کرنا ہی دونوں جہانوں کی سعادت کا سبب ہے۔

۱۶-۱۸۔ ان میں ساتوک راجس اور تامس سرشٹی کی الگ الگ رچنا دکھائی ہے۔ اور اُن کی بے شمار صورتوں شکلوں۔ جہانوں اور مکانوں کا بیان ہے جسے پڑھ سُن کر خالق کی عظمت اور قدرت کا رُعب دل ودماغ پر چھا جاتا ہے۔ گورو مہاراج اس مقام پر اس مخلوق کے بیان کرنے میں اپنے عجز وانکسار کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اُسے مختارِ کل تسلیم کر کے اُس کی قدرت کے آگے اپنا سر جھکاتے ہیں۔

۱۹۔ ایک لافانی ذات سے اس بے حد وحساب کائنات کا ظہور ہوا۔ وہی خود اس کی خوب صورتی اور عظمت کو سمجھتا ہے۔ اور دوسرا کوئی نہیں۔ تاہم اس کی صنعت سے جو کائنات میں نظر آتی ہے۔ اس کی شان کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کثرت میں اس کی وحدت کا جلوہ نظر آتا ہے۔

۲۰- من سے پاپوں کی میل دھونے کے لئے اُسکے نام کا جاپ ہی سب سے سب سے اچھا طریقہ ہے۔

۲۱-۲۶- اسباب یعنی مخلوقات بے اندازہ اور بے حد ہیں۔ ان کی گنتی ناممکن ہے۔ اسباب کو دریافت کرنے والا گمراہ ہو کر اپنی ہستی کھو بیٹھتا ہے۔ اس لئے مسبب (خدا) کی تلاش میں اپنے قیمتی اوقات کو صرف کرنا ہی انسانی زندگی کا مقصد ہے۔ رنگا رنگ دنیا اور اس کے اخیالات انسانی عقل کے قابو میں نہیں آسکتے۔ لیکن ذاتِ خدا کے دیدار کا سرور حاصل کیا جانا ممکن ہے۔ اور زندگی اور موت کے مصائب سے رہائی حاصل ہو سکتی ہے۔ زبان و بیان عقل و ہوش اور فکر و تامل سے ذاتِ خدا کے سامنے کوئی نہیں پا سکتے۔ اُس کا عشق اور وجدان ہی اس دشوار ترین مرحلے کو طے کرنے میں راہبر ثابت ہوتا ہے۔

۲۷- اس پوڑی میں اس خالق کی آرتی اور استتی کا ایک ایسا نقشہ ہے جس پر غور کرنے سے دل و دماغ پر حیرت اور مسرت کی عجیب سی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ مختلف قسم کے مخلوقات اپنے اپنے طریقوں سے اُس کی تعریف کر رہے ہیں۔ نغمے الاپ رہے ہیں۔ اُس کے دربار میں اُس کے طالب اپنی اپنی بساط کے مطابق اس کی مدح و ثنا میں مصروف ہیں۔ یہ سب اُس کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہیں۔

۲۸-۳۱- ان پوڑیوں کا حوالہ سدھ گوشٹی سے متعلق ہے۔ ان چار پوڑیوں میں نا تھ مت کے ظاہری لباس اور تمام رسوم و عقائد نیز ان کی کرامتوں پر تنقید کی گئی ہے۔ اور بتایا ہے کہ ارب عارف حقیقی کے کیا اوصاف ہیں۔ ان کا تعلق دل سے ہے۔ عقیدت و ارادت سے ہے۔ شکل و صورت سے اور کسی مخصوص لباس کے اہتمام سے نہیں۔ کرامات اُس کے راستے میں گڑھے ہیں۔ جن میں گر کر راہِ خدا کا مسافر مشکل سے باہر نکلتا ہے۔

پوڑی ۲۰ خاص طور پر قابلِ غور ہے۔ برہما مایا اور پرماتما کی چیتنیہ ستا کا میل ماتا کا روپ دھارن کرتا ہے۔ جیسے مادہ اور خدا کا وصال بھی کہتے ہیں۔ انہی کے سنجوگ اور بجوگ سے دنیا کا کھیل چل رہا ہے۔ ... اور اگتا ... اس میل سے کرتا ایشور

کا رُوپ دھارن کرتا ہے۔ یہ بل کرپا اور گیان کا سرچشمہ ہے۔ شکل و صورت والا پرماتما ہماری ماں ہے اور بے رنگ بے رُوپ پرماتما ہمارا باپ ہے۔ ماں کی نظر در اصل باپ کی نظر ہے اور ماں کا حکم باپ کا حکم ہے۔ ماں در اصل لاشریک قادرِ مطلق کی ذاتِ لافانی کے اظہار کی پہلی منزل ہے۔ اس پوڑی میں سِدھوں کو جو شِو اور شکتی کے اُپاسک تھے۔ تہا مایا سے آگے کے مقامِ حقیقت کے نظر اور شعور دیئے گئے ہیں۔

۳۲۔ پرماتما کو پانے کیلئے سخت ریاضت درکار ہے۔ کوئی غریبا کھنڈی اور جھوٹا کسی خدا رسیدہ کی ریس میں سوانگ بنا کر اُسے حاصل نہیں کر سکتا۔ ایسے کم درجہ لوگ اپنے مکر کا خود ہی شکار ہو کر رہ جاتے ہیں۔

۳۳۔ کوئی شخص کسی بھی طریقے سے خالق و پروردگار کو اپنی مرضی اور طاقت سے نہیں پا سکتا۔ انسان کے ہاتھ میں تو کچھ نہیں۔ وہ قادرِ مطلق سب کچھ اپنے قبضۂ قدرت میں رکھتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔

۳۴۔ یہاں سب اپنے اپنے کرم کا پھل پاتے ہیں۔ اُسکے سچّے دربار میں سچّے، سنت، سادھو ہی مقبول ہوتے ہیں۔ وہ سب کے کاموں کو تولتا ہے اور پرکھتا ہے اُسکی عدالت میں جا کر یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ کون سچّا ہے کون جھوٹا ہے کون پکّا ہے کون کچّا ہے کون مقبول ہے۔ کون مردود ہے۔

۳۵-۳۶۔ یہ جہان دھرم کشیتر ہے۔ لیکن معرفت کی ایک ایسی لطیف کیفیت بھی ہے۔ جہاں چاند، سورج، برہما، بشنو، شِو وغیرہ بلند پایہ مخلوق کا بھی کوئی حساب اور شمار نہیں کیا جا سکتا۔ گیان کھنڈ میں ایسی بے اندازہ مخلوق کے جہان نظر آتے ہیں۔ وہاں دیوتاؤں اور سِدھوں کو شعور اور سرور عطا کیا جاتا ہے۔

۳۷۔ دھرم کھنڈ اور گیان کھنڈ کے بعد کرم (بخشش اور فضل) کھنڈ کی ایسی دنیا ہے، جہاں پرماتما کے پیارے جو پار جا لگے۔ رہتے ہیں۔ وہ اپنی اپنی روحانی طاقتوں اور شکلوں کیساتھ بقا ہی بقا میں قائم و دائم ہیں۔ اُن کا بیان کرنا دشوار ترین امر ہے۔ وہ شاہدِ مطلق انہیں دیکھ دیکھ کر مسرور ہو رہا ہے۔

۳۸۔ یہ آخری پوڑی پروردگار کو پانے کیلئے ایک مکمّل فارمولا ہے۔ ایک سیدھا راستہ ہے۔ اس ایک مالک کو ریاضت کرنے کا آسان طریقہ بتایا گیا ہے۔ پھر سلوک میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس سنسار میں انسان جو کچھ کرتا ہے اُسکی سزا یا جزا خدا کے سچّے دربار میں ملتی ہے جو اس جنم کو اُسکا نام جپ کر پاکیزہ بناتے ہیں۔ وہ پار جاتے ہیں۔ اور کئی دوسرے لوگوں کو بھی ساتھ پار لے جاتے ہیں۔

(تتمہ)

۵ انساں صورت، رحماں سیرت، دیکھو تو گدا سمجھو تو خدا
آنکھوں والے اس کے قدموں میں آنکھیں آپ بچھاتے ہیں

آب و گل کے پیکر میں بھی فارغ وہ قیدِ عناصر سے
تینوں صفتوں کے سائے اُن کے نوروں میں گھل جاتے ہیں

وہ دَولتِ دُنیا کا مولا وہ کشورِ عقبیٰ کا والی!
سائل بن کر جس کے آگے سلطاں دامن پھیلاتے ہیں

اِک اونکار ست گور پرساد

مُول منتر

اِک اونکار، ست نام،
کرتا پُرکھ،
نربھو، نروَیر،
اکال مُورت، اجُونی
سے بھنگ، گُر پرساد

آدِ سچ جُگادِ سچ
ہے بھی سچ نانک ہوسی بھی سچ

مُول منتر

وہ اِک اونکار ہے جو ذاتِ واحد ہستیٔ مُطلق ہے
وہ سب ناموں کا اک ہی نام ہے جو نام برحق ہے
وہی ہے پیدا کرنے والا اِن سارے جہانوں کا
وہی تنہا سہارا ہے زمینوں آسمانوں کا
اُسے یکساں ہیں سارے کوئی بھی دشمن نہیں اُس کا
مقام اُسکا ہے وہ ڈر کا جہاں سایہ نہیں جاتا
کبھی وہ جسم آب و گِل میں آئے یہ نہیں ممکن
کبھی وہ موت کے پھندے میں آئے یہ نہیں ممکن
وہ اپنے آپ سے اظہار پاتا ہے
گرو کی جس پہ بخشش ہو وہ یہ اسرار پاتا ہے

وہ سچ تھا ازل، وہ سچ ہے آج کل بھی سچ وہی ہوگا
ازل سے پہلے تھا نانکؔ ابد کے بعد بھی ہوگا

پوڑی ۱

سوچے سوچ نہ ہووئی جے سوچی لکھ وار
چُپے چُپ نہ ہووئی جے لائے رہا لِو تار
بُھکھیا بُھکھ نہ اُتری جے بنہا پُریاں بھار
سہس سیانپا لکھ ہوہ تہ اک نہ چلے نال
کِو سچیارا ہوئیے کِو کوڑے تُٹے پال
حُکم رجائی چلنا نانک لکھیا نال

پوڑی ۱

وہ لاکھوں بار سوچے سے بھی سوچا جا نہیں سکتا
خیالوں اور فکروں کی حدوں میں آ نہیں سکتا
زباں سینے سے آنکھیں موندنے سے کچھ نہیں ہوتا
اگر من چپ نہیں ہوتا تو چپ سے فائدہ ہی کیا
نہیں بجھتی ہوس کی آگ فاقوں کی ریاضت سے
نہیں بھوکے کی مٹتی بھوک دنیا بھر کی دولت سے
وہاں حکمت نہیں چلتی وہاں دانش نہیں چلتی
کسی بھی فلسفے کی دال عقبےٰ میں نہیں گلتی
تو پھر چارہ ہے کیا؟ راہِ صداقت کس طرح پائیں؟
کریں کیا، جھوٹ کی دیوار کو ہم کس طرح ڈھائیں؟
"تو اپنا سونپ دے سب کچھ اسے اس کی رضا پر چل
چل اے نانک یہ مقدّر کے لکھے پر سر جھکا کر چل"

پوڑی ۲

حُکمی ہووَن آکار حُکم نہ کہیا جائی
حُکمی ہووَنِ جی حُکم ملے وڈیائی
حُکمی اُتم نیچ حُکمِ لکھ دُکھ سُکھ پائی اہ
اِکنا حُکمی بخشِیش اِک حُکمی سدا بھوائی اِہ
حُکمے اندر سبھ کو باہر حُکم نہ کوئے
نانک حُکمے جے بُجھے تہ ہومے کہے نہ کوئے

پَوڑی ۲

ہُوئے ہیں حُکم سے پیدا زمین و آسماں سارے
بیانِ حُکم کی جُرأت کِسے جو کوئی دم مارے
اُسی کے حُکم سے ہے گرم یہ بازار ہستی کا
کوئی دُکھیا کوئی سُکھیا کوئی اَدنےٰ کوئی اعلےٰ
جِسے دیتا ہے عظمت، شانِ وشوکت حُکم دیتا ہے
جِسے ملتی ہے عِزّت اور دولت حُکم دیتا ہے
کوئی خوش بخت اس کے حُکم سے آزاد ہوتے ہیں
کوئی آواگون کے چکّروں میں جان کھوتے ہیں
اُسی کے حُکم کے ماتحت یہ ساری خدائی ہے
نہیں جا سکتی اُس کے حُکم سے باہر کوئی بھی شئے
اگر کھُل جائے نانکؔ حُکم کے اسرار کا پردہ
تو اُٹھ جائے دِلِ مغرور سے پندار کا پردہ

پوڑی ۳

گاوَے کو تانُ ہووے کِسے تانُ
گاوَے کو دات جانے نیسان
گاوَے کو گُن وڈیائیا چار!!
گاوَے کو ودِیا وِکھُم وِیچار
گاوَے کو ساجِ کرے تن کھیہ
گاوَے کو جِیء لے پھِر دیہہ
گاوَے کو جاپے دِسے دُور
گاوَے کو ویکھے ہادرا ہدُور
کتھنا کتھی نہ آوے توٹ
کتھِ کتھِ کتھی کوٹی کوٹِ کوٹ
دیدا دے لیدے تھک پاہِ
جُگا جُگنتر کھاہی کھاہِ
حُکمی حُکم چلائے راہُ
نانک وِگسے وے پرواہُ

پوڑی ۳

کوئی قدرت کرے اُس کی بیاں یہ کِس کو قُدرت ہے
رگنے کون اُس کے احسان ونشاں یہ کِس کو قدرت ہے
کوئی توصیف اُس کی عظمتوں کی کرتا جاتا ہے
کوئی عِلم وخِرد کے زور سے گُن اُس کے گاتا ہے
کوئی کہتا ہے تن میں ڈال کر جاں وہ مِٹاتا ہے
کوئی کہتا ہے دم بھر میں وہ مُردے کو جلاتا ہے
"وہ مالک دُور سے بھی دُور تر ہے" کوئی کہتا ہے
کوئی کہتا ہے "میرے سامنے ہر وقت رہتا ہے"
ہزاروں اور لاکھوں لوگ یُوں ہی کہتے جائیں گے
مگر حق یہ ہے اُس کے راز کو ہرگز نہ پائیں گے
سوالی پاتے پاتے تھک گئے وہ دیتا جاتا ہے
بھنڈارے ہیں اٹوٹ اُس کے وُہی جگ جگ کا داتا ہے
یہ سارا کھیل اُس فرماں روا کے زیرِ فرماں ہے
وہ اپنی ذاتِ بے پروا میں نانک آپ شاداں ہے

پوڑی ۴

ساچا صاحب ساچُ نائےِ
بھاکھیا بھاؤ اَپارُ
آکھیہ منگہِ دیہہ دیہہ دات کرے داتار
پھیر کہ اگے رکھیئے جت دسے دربار
موہو کہ بولن بولیئے جت سُن دھرے پیارُ
انمرت ویلا سچ ناؤ وڈیائی ویچارُ
کرمی آوے کپڑا ندری موکھ دوارُ
نانک ایوَے جانیئے سبھ آپے سچیارُ

پوڑی ۴

ہے سچّی ذات اُس کی سچا ہے نام و مقام اُس کا
ہے پار اِن سے پتہ کیا پا سکیں فکر و کلام اُس کا
سوالی بن کے جو کوئی بھی اُس کے در پہ جاتا ہے
وہ دے دے کرم اپنے سب کی جھولی بھرتا جاتا ہے

کہاں سے لائیں نذرانہ ہم اس دربار کے قابل پر
کریں کیا بھینٹ جو بن جائیں ہم دیدار کے قابل
زباں سے بات بھی ایسی کریں کیا جو اُسے بھائے
جسے سُن کر وہ دریائے محبت جوش میں آئے

سویرے ہی سویرے گڑگڑا کر تو پُکار اس کو
کر اُس کی عظمتوں کو یاد سجدے کر ہزار اس کو
عمل جیسے ہوں ویسا جسم یہ انسان پاتا ہے
یہ جال اُس کے کرم کی اک نظر سے ٹوٹ جاتا ہے

مگر نانک یہ سو باتوں کی اک ہی بات ہے سچی
یہاں سب ظاہر و باطن خدا کی ذات ہے سچی

پوڑی ۵

تھاپیا نہ جائے کیتا نہ ہوئے
آپے آپ نِرنجنُ سوئے
جن سیویا تِن پایا مانُ
نانک گاوِیئے گُنی ندھانُ
گاویئے سُنیئے من رکھیئے بھاو
دُکھ پرہر سُکھُ گھر لے جائے
گُرمکھِ ناد گُرمکھِ ویدنگ
گُر مکھِ رہیا سمائی
گُر ایسُر گُر گورکھُ برما
گُر پاربتی مائی
جے ہو جانا آکھا ناہی
کہنا کتھنُ نہ جائی
گُرا اِک دیہہ بُجھائی
سبھنا جیاں کا اِکُ داتا سو مَے وِسر نہ جائی

پوڑی ۵

نرنجن ہے وہ اپنے آپ ہی میں آپ قائم ہے
وہ شکل و نام کی بندش سے فارغ ہے وہ دائم ہے
کوئی اُسکی بنانا چاہے مُورت ہو نہیں سکتا
کوئی اُس کی دکھانا چاہے صُورت ہو نہیں سکتا

گرِیا جو اُسکے قدموں پر وہ اُونچا مرتبہ پائیں
وقار و شان و عظمت ان کے قدموں سے لپٹ جائیں
وہ ساری خوبیوں کا ساری صفتوں کا خزانہ ہے
عبادت اُسکی برحق اور باقی سب فسانہ ہے

اُسے گاؤ، سنو اُس کو، اُسے ہی دل نشیں کر لو
زباں و گوش و دل کو اُس کے جلووں سے حسیں کر لو
زبانِ پیر[1] ہی پرناد بھی اور وید بھی جانو
زبانِ شیخ میں پنہاں ہیں یہ اسرار پہچانو

گرو شنکر، گورو وشنو، گورو برہما و وِدھاتا ہے
گرو کے رُوپ ہی میں جگت جننی گوری ماتا ہے
سمجھتا ہوں مگر اس راز کو کیوں کر کروں ظاہر
مرے دامِ بیاں میں آسکے یہ وہ نہیں طائر

گرو نے ہم کو اک رازِ حقیقی یہ بتایا ہے
کہ ہر جاندار کے سر پر بس اک داتا کا سایہ ہے
نہیں بھولے نہ وہ جو سب کا رازق سب سے برتر ہے
اُسی کی ذات کے جلوے سے ہر ذرہ منوّر ہے

[1] گرو

پوڑی ۶

تیرتھ ناوا جے تِس بھاوا
وِن بھانے کہ نائے کری
جیتی سِرٹھِ اُپائی ویکھا
وِن کرما کہ مِلے لئی
مت وِچ رتن جواہر مانِک
جے اِک گُر کی سِکھ سُنی
گُرا اِک دیہہ بُجھائی
سبھنا جیا کا اِکُ داتا سو مے وِسرِ نہ جائی

پوڑی ۶

اُسے منظور ہو تو دھام پر اسنان کو جاؤں
نہ ہو اُس کی رضا تو اِن ثوابوں کو کہاں پاؤں
یہاں جیسا کسی نے بویا پھل ویسا ہی پایا ہے
جو اِک دانہ بھی بویا ہے تو اِک خرمن اُٹھایا ہے
وجودِ آدمی میں ہے خزانہ لعل و گوہر کا
اسے وہ پائے جو اِرشاد مانے اپنے رہبر کا
گُرو نے ہم کو اِک رازِ حقیقی یہ بتایا ہے
کہ ہر جاں دار کے سر پر بس اِک داتا کا سایا ہے
کہیں بھُولے نہ وُہ جو سب کا رازق سب سے برتر ہے
اُسی کی ذات کے جلوے سے ہر ذرہ منوّر ہے

پہلوڑی ۷

جے ُجگ چارے آرجا
ہور دسُونی ہورۓ
نوا کھنڈا وِچ جاِ نیۓ
ناِل چلے سُتھُ کوۓ
چنگا ناوُ رکھائیکے
جس کیرتِ جگِ لیۓ
جے تِسُ ندرِ نہ آوۓ
تَ وات نہ پچھے کے
کیٹا اندر کیٹ کرِ
دوسی دوسُ دھرے
نانک نرگنُ گُن کرے
گُنونتیا گُن دے
تیہا کوۓ نہ سُجھیۓ
جِ تِس گُن کوۓ کرے

پہلوڑی

یہ مانا چار جُگ کی عمر کوئی آدمی پائے
یہ مانا دس گنا اِس میں اضافہ اور ہو جائے
یہ مانا وہ جدھر پھر جائے سارے لوگ پھر جائیں
یہ مانا اُس کے آگے سب کے سر سجدے میں گر جائیں
یہ مانا اُس کا سکہ بھی رواں سارے جہاں پر ہو
یہ مانا ہر زمانے بھر کا اُس کے آستاں پر ہو
یہ مانا نام اُس کا سارے عالم کے زباں زد ہو
یہ مانا دبدبہ اُس کی بزرگی کا بھی بے حد ہو
اگر محرومِ دیدِ حق ہے تو کچھ بھی نہیں ہے وہ
کوئی آگے نہ پوچھے اُس کو مردود و لعیں ہے وہ
وہ کیچڑ والوں کا بھی اک کیڑا ہے سب لعنت کریں آ کے اُس پر
جو ہیں خود کم سے کم تر ہیں وہ بھی دھریں اُس پہ
وہ ناداں کو کرے دانا نہ دانا کو ہنر بخشے
کوئی ایسا نہیں جو اُس کے عمل کو حکمت دے

پلوڑی ۸

سُنئے سِدھ پیر سُر ناتھ

سُنئے دھرت دھوَل آکاش

سُنئے دِیپ لوَءِ پاتال

سُنئے پوہِ نہ سکے کال

نانک بھگتا سدا وِگاس

سُنئے دوکھ پاپ کا ناس

پوڑی ۸

سُنیں جو نام وہ سُر، پیر، سِدھ اور ناتھ ہوتے ہیں
کرشمے سب تیرے کے سبب یہ نام دُھن کے ساتھ ہوتے ہیں
اسی اِک نام سے نقشہ بنا سارے جہانوں کا
یہی ہے بیج پاتالوں زمینوں آسمانوں کا
سُنے جو نام اُس کو موت آجائے یہ ناممکن
فرشتہ موت کا آنکھیں ملائے اُس سے کیا ممکن
جو اُس کا نام سُنتے ہیں وہ نانک شاد رہتے ہیں
جو اُس کے بھگت ہیں دُکھ پاپ سے آزاد رہتے ہیں۔

پوڑی ۹

سُنیٔے ایسُر برما اِندُ

سُنیٔے مُکھِ سالاہن مندُ

سُنیٔے جوگ جگت تن بھید

سُنیٔے ساست سمرت وید

نانک بھگتا سدا وِگاسُ

سُنیٔے دُوکھ پاپ کا ناسُ

پوڑی ۹

سُنے سے اِندرؔ، برہماؔ، اِیشورؔ نے مرتبہ پایا
زباں نے نام سے حمد و ثنا کا ذائقہ پایا
سُنے جو جوگ کی عقل اور تن کا بھید پاتا ہے
سمرت اور شاستر کی رمز رازِ وید پاتا ہے
جو اُس کا نام سُنتے ہیں وہ **نانکؔ** شاد رہتے ہیں
جو اُس کے بھگت ہیں دُکھ پاپ سے آزاد رہتے ہیں

پوڑی ۱۰

سُننِئے ست سنتو کھ گیانُ

سُننِئے اٹھ سٹھ کا اِسنانُ

سُننِئے پڑِ پڑ پاوہِ مانُ

سُننِئے لاگے سہج دھیانُ

نانک بھگتا سدا وِگاسُ

سُننِئے دُوکھ پاپ کا ناسُ

پوڑی ۱۰

بلیں سنتوش، ست اور گیان اُسکا نام سُننے سے

ہوں اڑسٹھ دھام کے اسنان اُسکا نام سُننے سے

اُسے پڑھ کر اُسے سُن کر بشر اعزاز پاتا ہے

بہ آسانی سرورِ دائمی میں ڈوب جاتا ہے

جو اُس کا نام سُنتے ہیں وہ نانک شاد رہتے ہیں

جو اُس کے بھگت ہیں دُکھ پاپ سے آزاد رہتے ہیں

سلوکی ۱۱

سُنِیئے سرا گُنا کے گاہ

سُنِیئے سیخ پیر پات ساہ

سُنِیئے اندھے پاوہِ راہُ

سُنِیئے ہاتھ ہووے اسگاہُ

نانک بھگتا سدا وِگاسُ

سُنِیئے دُوکھ پاپ کا ناسُ

پوڑی ۱۱

سُننے سے نام ساگر سُوکھ جاتا ہے گناہوں کا
ہو اندھا بھی تو پاتا ہے پتہ مولا کی راہوں کا
سُنیں جو نام شیخ و بادشاہ و پیر بن جائیں
سمندر نیکیوں کے اُن کے سینوں میں اُمنڈ آئیں
جو اُس کا نام سُنتے ہیں وہ نانک شاد رہتے ہیں
جو اُس کے بھگت ہیں دُکھ پاپ سے آزاد رہتے ہیں

پوڑی ۱۲

مَنّے کی گِت کہی نہ جائے
جےکو کہے پیچھے پچھتائے
کاگد قلم نہ لِکھن ہار
مَنّے کا بہہ کرن وِیچارُ
ایسا نام نِرنجنُ ہوئے
جے کو مَنِّ جانے مَنِ کوئے

پوڑی ۱۲

زہے رُتبہ کہ سُن کر جس کا دِل مانے یقیں پائے

مقام اُس کا بیاں کوئی کرے تو سخت پچھتائے

لکھے دفتر کے دفتر اور کوئی لاکھ سر مارے

نہ اہلِ حال کو سمجھیں گے اہلِ قال بے چارے

نرنجن نام کی عظمت ہے ایسی جو کوئی مانے

مگر بِرلا ہی ہوتا ہے کوئی جو اِس کو پہچانے

پوڑی ۱۳

مَنّے سُرتِ ہووَے من بُدھِ
مَنّے سگل بھَون کی سُدھِ
مَنّے مُہِ چوٹا نہ کھائے
مَنّے جم کے ساتھ نہ جائے
ایسا نام نرنجنُ ہوئے
جے کو منّ جانے منِ کوئے

پوڑی ۱۳

ہوں یک شو اس کے عقل و ہوش جو اس نام کو مانے

حقیقت سارے طبقوں کی وہ اپنے دِل میں پہچانے

نہ دُنیا کی محبت میں کوئی صدمہ اُٹھائے وہ

فرشتہ موت کا ہے کیا جو اُس کے پاس آئے وہ

نرنجن نام کی عظمت ہے ایسی جو کوئی مانے

مگر بِرلا ہی ہوتا ہے کوئی جو اُس کو پہچانے

پوڑی ۱۸

مَنّےٓ مارگِ ٹھاکِ نہ پاۓ
مَنّےٓ پتت سوٗ پرگٹ جاۓ
مَنّے مگ نہ چلّے پنتھ
مَنّے دھرم سیتی سنبندھ
ایسا نام نرنجن ہوۓ
جے کو منّ جانے منِ کوۓ

ایلوڑی ۱۴

جو مانے اُس کو رُوحانی سفر آسان ہوتا ہے
ہوں کتنی مشکلیں اُس کا گزر آسان ہوتا ہے
رضا مانے جو اُس کی اُس کا روشن نام ہوتا ہے
یہاں سے جانے پر اُس کا بہ خیر انجام ہوتا ہے
قدم ہر گز نہیں اُٹھتا ہے اُلٹی راہ پر اُس کا
رضا مانے تو قانونِ خدا ہو راہ بر اُس کا
نرنجن نام کی عظمت ہے ایسی جو کوئی مانے
مگر بِرلا ہی ہوتا ہے کوئی جو اُس کو پہچانے

پوڑی ۱۵

مَنّے پاوِ موکھُ دُوآرُ
مَنّے پروارے سادھارُ
مَنّے ترے تارے گُرُ سِکھُ
مَنّے نانک بھوِ نہ بھِکھُ
ایسا نام نِرنجنُ ہوئے
جیکو منِ جانے منِ کوئے

پوڑی ۱۵

اُسے ملنے تو مرنے جینے سے آزاد ہو جائے

اور اپنے ساتھ اپنے خانداں کو راہ پہ لائے

خود اُترے پار اپنے پیروؤں کو پار لے جائے

گدا بن کر نہ در در کی کبھی وہ ٹھوکریں کھائے

نرنجن نام کی عظمت ہے ایسی جو کوئی مانے

مگر برلا ہی ہوتا ہے کوئی جو اُس کو پہچانے

پلوڑی ۱۶

پنجٔ پرُوان پنج پردھانُ
پنجے پاوہِ درگھیر مانُ
پنجے سوہِ درِ راجانُ
پنجا کا گرُ ایک دھیانُ
جے کو کہے کرے وِیچارُ
کرتے کے کرنے ناہی شُمارُ

دھول دھرم دئیا کا پوُت
سنتوکھُ تھاپ رکھیا جِن سوُتِ
جے کو بُجھے ہووے سچیارُ
دھولے اُپرّ کیتا بھارُ
دھرتی ہور پرے ہورُ ہور
تِس تے بھار تلے کَونُ جور

پوڑی ۱۶

وہ سادھو سنت اس کے عشق میں جو چور ہوتے ہیں
وہی بالا نشیں ہیں اور اسے منظور ہوتے ہیں

جو اس پر مر مٹیں مقبول اور ممتاز ہوتے ہیں
وہی درگاہِ حق میں صاحبِ اعزاز ہوتے ہیں

وہی دربارِ رب کی شان، رونق اور زینت ہیں
وہ سب ہم رنگ، ہم مزا ہیں سارے ہم طریقت ہیں

کرشمے خالقِ باری کے رنگا رنگ ہیں بے حد
نہیں ممکن کوئی تحقیق سے ان سب کی پائے حد

دیا ہے دھرم کی جڑ بیل وہ جو لا دھرم پیارا ہے
نظامِ دہر کو صبر و قناعت کا سہارا ہے

جو سمجھے اس حقیقت کو وہی گیانی وہی سچا
کہاں ممکن اٹھائے بوجھ بیل اتنی زمینوں کا

جیہہ جاتِ رنگا کے ناوُ
سبھنا لِکھیا وَڈی کلام
ایہہ لیکھا لِکھ جانے کوسئے
لیکھا لِکھیا کیتا ہوسئے
کیتا تان سُالٓ ہُ رُوپ
کیتی دات جانئے کَوُنُ سُوت
کیتا پساؤ ایکو کواؤ
تِس تے ہوئے لکھ دریاؤ
قُدرتِ کون کہا وِیچارُ
وارِیا نہ جاوا ایک وار
جو تُدھ بھاوَئے سائی بھلی کار
تُو سدا سلامتِ نرنکار

زمیں زیرِ زمیں زبرِ زمیں گنتی یہ کتنی ہے
اُٹھائے بوجھ اِتنا کون طاقت کس میں اتنی ہے
یہ رنگا رنگ شکلیں جان کی یہ نام یہ نقشے ہیں
لکھے ہیں کاتبِ تقدیر نے یہ سربسر سارے
یہ دلکش نقش یہ شکلیں کوئی کیونکر بنائے گا
بنانا تو الگ گنتی میں بھی کون ان کو لائے گا
یہاں کتنی حسین عورت ہے اُس کی کتنی قدرت ہے
گنے جو بے حد احساں اُس کے کس میں اتنی قدرت ہے
کہا کُن اُس نے مخلوقات پیدا ہوگئی ساری
بہر سُو زندگی کے لاکھوں دریا ہوگئے جاری
کہاں طاقت مجھے جو تجھ کو قیدِ فکر میں لاؤں
میں کیا ہوں کون ہوں اِک بار بھی صدقے ترے جاؤں
جو تیرے من کو بھا جائے وہ خوش اطوار ہے مولا
ہے قائم اور دائم تیری ذاتِ پاک اے مولا

۱۷ ہلوڑی

اسنکھ جپ اسنکھ بھاوٗ
اسنکھ پوجا اسنکھ تپ تاوٗ
اسنکھ گرنتھ مکھ وید پاٹھ
اسنکھ جوگ من رہیہ اُداس
اسنکھ بھگت گن گیان وِیچار
اسنکھ ستی اسنکھ داتار
اسنکھ سور مُہ بھکھ سار
اسنکھ مون لِو لائے تار
قدرت کون کہا وِیچار
وارِیا نہ جاوا ایک وار
جو تُدھ بھاوے سائی بھلی کار
توٗ سدا سلامت نِرنکار

پوڑی ۱۷

اسنکھوں نام جپتے ہیں اسنکھوں ہی سلیقوں سے
ریاضت اور عبادت کرتے ہیں لاکھوں طریقوں سے
اسنکھوں کے گرنتھ اور وید سب نوکِ زباں پر ہیں ٭
اسنکھوں دھیان میں گم چُپ مگن اندر ہی اندر ہیں
اسنکھوں غرق ہیں بس اس کی صفتوں اُس کے عرفاں میں
اسنکھوں خادم حق محو ہیں خیراتِ انساں میں
اسنکھوں دُنیا کی جھوٹی محبت ہی ضم کر بیٹھے
اسنکھوں ہو کے گم سم اِک دھنی کا دھیان کر بیٹھے
کہاں طاقت مجھے جو تجھ کو قیدِ فکر میں لاؤں ٭
میں کیا ہوں کون ہوں اِک بار بھی صدقے ترے جاؤں
جو تیرے من کو بھا جائے وہ خوش انداز ہے سائیں
ہے قائم اور دائم تیری ذات پاک اے سائیں

پوڑی ۱۸

اسنکھ مورکھ اندھ گھور
اسنکھ چور حرام کھور
اسنکھ امر کر جاہِ جور
اسنکھ گل وڈھ ہتیا کماہِ
اسنکھ پاپی پاپ کرِ جاہِ
اسنکھ کوڑیار کوڑے پھراہِ
اسنکھ ملیچھ مل بھکھ کھاہِ
اسنکھ نندک سِر کرہِ بھارُ
نانک نیچ کہے ویچارُ
وارِیا نہ جاوا ایک وار
جو تدھُ بھاوے سائی بھلی کار
تو سدا سلامت نرنکار

پوڑی ۱۸

اسنکھوں کھوئے گئے جہل و حماقت کے اندھیروں میں
زمانے بھر کی بد عنوانیاں ہیں اِن کے ڈیروں میں
اسنکھوں چور پاپی دُوسروں کا مال کھاتے ہیں
اسنکھوں جبر و استبداد سے فرماں چلاتے ہیں

اسنکھوں دُوسروں کے خون سے رنگتے ہیں ہاتھ اپنے
اسنکھوں پاپی کر کے پاپ لے جاتے ہیں ساتھ اپنے
اسنکھوں ہیں کہ جن کی زندگی جھوٹی ہے کھوٹی ہے
اسنکھوں پاپیوں کی گندگی ہی دال روٹی ہے

اسنکھوں ہیں جو ہر دم عیب جوئی سب کی کرتے ہیں
گناہِ بے مزہ کا بوجھ اپنے سر پہ دھرتے ہیں
نہایت سوچ کر کہتا ہے **نانک** تیرا عاجز یوں ہو
میں کیا ہوں کون ہوں اِک بار بھی صدقے ترے جاؤں

جو تیرے من کو بھا جائے وہ خوش انداز ہے سائیں
ہے قائم اور دائم تیری ذاتِ پاک اے سائیں

پدوڑی ۲۹

اسنکھ ناوٗ اسنکھ تھاوٗ
اگمٗ اگمٗ اسنکھ لوٗ
اسنکھ کہھِ سِر بھار ہوئے
اکھڑِی نامُ اکھڑی صالاح
اکھڑی گیانُ گیٖت گُن گاہِ
اکھڑی لِکھتُنُ بولِن بانِ
اکھڑا سِرِ سنجوگُ وکھانِ
جِنِ ایہہِ لکھے تِسُ سِرِ ناہِ
جِوٗ فرمائے
تِوٗ تِوٗ پاہِ
جیتا کیتا تیتا ناوٗ
وِنُ ناوے ناہی تھاوٗ
قُدرت کون کہا وِیچارُ
وارِیا نہ جاوا ایک وار
جو تُدھُ بھاوے سائی بھلی کار
تو سدا سلامت نرنکار

پوڑی ۱۹

اسنکھوں نام ہیں اُس کے اسنکھوں دھام ہیں اُس کے
نہیں جن تک رسائی ہے اسنکھوں ایسے بھی خطّے
اسنکھوں کہہ کے بھی تو ہو نہیں سکتا شمار ان کا
اسنکھوں کہہ کے بھی عجزِ بیاں سے سر نہیں اُٹھتا
ہے ہیں نام حرفوں سے نشاں اس کا بتاتے ہیں
انہیں حرفوں سے سب حمد و ثنا کے گیت گاتے ہیں
انہیں حرفوں سے دولت معرفت کی ملتی ہے سب کو
رِجھاتے ہیں انہیں حرفوں سے گُن گا گا کے ہم رب کو
زباں کا لُطف لکھ کر بول کر حرفوں سے آتا ہے
ہوں ماتھے پہ لکھے جس کے وعیال پار پاتا ہے
مگر ان حرفوں سے فارغ ہے لکھنے والے کا ماتھا
ہے اُس کا جیسا فرماں ویسا ہے سب کو یہاں ملتا
یہاں جو کچھ ہے اُس کے نام کا اظہار ہے یکسر
مقام ایسا نہیں کوئی نہ ہو جو نام کا مظہر
کہاں طاقت مجھے جو تجھ کو قید فکر میں لاؤں
میں کیا ہوں کون ہوں اک بار بھی صدقے ترے جاؤں
جو تیرے من کو بھا جائے وہ خوش انداز ہے سائیں
ہے قائم اور دائم تیری ذاتِ پاک اے سائیں

پلوڑی ۲۰

مِھرُ یٔ ہتھ پیرُ تنٔ دیھ
پانی دھوپے اُترسُ کھیہ
موُت پلیتی گپڑُ ہوئے
دے صابُونٔ لیۓ اوہ دھوۓ
مِھر یٔ مت پاپاں کے سنگ
اوہ دھوپے ناوَے کے رنگ
پُنّی پاپی آکھُن ناہ
کرِ کرِ کرنا لِکھِ لے جاہ
آپے بیج آپے ہی کھاہ
نانک حکمی آوہ جاہ

پوڑی ۲۰

پلیدی جسم کی پانی سے دھوکر دُور ہوتی ہے
نجاست کپڑوں کی صابُون سے کافور ہوتی ہے
مگر باطن کہ میلا ہو گیا ہے جو گناہوں سے
مسلسل نام جپ کر صاف کر اس کو گُناہوں سے
فقط کہنے کی باتیں ہی نہیں اَے دل یہ خیر و شر
وہاں باقاعدہ جاتا ہے ساتھ اعمال کا دفتر
تُو بوتا آپ ہے اَور اُس کا ثمرہ آپ پاتا ہے
تو اُس کے حکم سے نانک یہاں آتا ہے جاتا ہے

پوڑی ۲۱

تیرتھُ تپُ دئیا دتُ دانُ
جے کو پاوے تل کا مانُ
سُنیا منیا من کیتا بھاؤ
انتر گت تیرتھِ مل ناؤ
سبھ گُن تیرے مے ناہی کوئے
وِن گُن کیتے بھگت نہ ہوئے
سُ استِ آتھِ بانی برماؤ
ست سُہانُ سدا من چاؤ
کوَن سُ ویلا وخت کوَن کوَن تھِت کوَن وار
کوَن سِ رُتی ماہُ کوَن جت ہوآ آکار
ویل نہ پائیا پنڈتی ج ہووے لیکھ پران
وکھت نہ پایو قادیاں جِ لِکھن لیکھ قرآن
تھِت وار نا جوگی جانے رُت ماہُ نہ کوئی
جا کرتا سرِ ٹھی کو ساجے آپے جانے سوئی
کو کر آکھا کو سالاہی کو وانی کو جانا
نانک آکھن سبھ کو آکھے اِک دو اِک سیانا
وڈا صاحب وڈی نائی کیتا جا کا ہووے
نانک جے کو آپو جانے اگے گیا نہ سوہے

پوڑی ۲۱

کئے تیرتھ بھی تپ بھی اور دیا بھی دان بھی تو کیا
اگر کچھ مل گیا تھوڑا سا اُن سے مان بھی تو کیا
تو اُس کا نام سُن اور مان اُسی میں لَو لگائے جا
ترے اندر ہے تیرتھ اس میں مَل مَل کر نہائے جا
تری ساری ہیں یہ صفتیں نہیں مجھ میں صفت کوئی
تری صفتیں نہ ہم دم ہوں تو بھگتی کس طرح ہوگی
سراپا رحم خالق سے ہیں مایا وید اور برھما
ہمیشہ سے جو شِو ہے ستیہ ہے سُندر ہے اور پیارا
گھڑی تاریخ موسم دن مہینہ کون سا ہوگا
یہ اپنا کھیل جب پہلے پہل اُس نے رچا ہوگا
کوئی پنڈت جو اُس کو جانتا پوران میں لکھتا
کسی قاضی کو ہوتی آگہی قرآن میں لکھتا
کسی جوگی نے بھی اس راز کی سُدھ بُدھ نہ پائی ہے
وہ خود ہی جانتا ہے جس نے یہ دُنیا بنائی ہے
کہاں زورِ بیاں جو کر سکوں اس کی ثنا خوانی
نہیں ایسی زباں جو کہہ سکوں میں رازِ عرفانی

ثناخواں اس کے نانک ہیں بہت سے اِک سے اِک بڑھ کر
سمجھتے ہیں جو اپنے آپ کو بے مثل دانشور
بڑا ہے پاک نام اُس کا بہت اونچا مقام اُس کا
ہے وہ مختارِ کُل ہر جزو و کُل پر ہے نظام اُس کا
تکبر ہے جنہیں نانک جو اپنی مَیں کے ہیں ماتے
یقیناً دُوسری دُنیا میں وہ عزت نہیں پاتے

پوڑی ۲۲

پاتالا پاتال لکھ
آگاسا آگاس
اوڑک اوڑک بھال تھکے وید کہن اِک وات
سہس اٹھارہ کہن کتیبا اَسلو اِک دھات
لیکھا ہوئے تا لکھیئے لیکھے ہوئے وناس
نانک وڈا آکھیئے آپے جانے آپ

پوڑی ۲۲

زمینیں ہیں زمینوں کے تلے پھیلی یہاں لاکھوں
مسلسل آسمانوں پر ہیں چھائے آسماں لاکھوں
نظر دوڑا کے انساں دُور تک تھک ہار بیٹھے ہیں
کسی کو حد نہیں ملتی بہت جھک مار بیٹھے ہیں
یقیں رکھتے ہیں وید اور شاستر سب اک حقیقت میں
ہے جلوہ ایک ہی مشعل کا ساری بزم کثرت میں
کوئی چاہے تو کر بیٹھے حساب اس ساری خلقت کا
وہ گنتے گنتے مٹ جائے گا یہ لیکھا نہیں ہوگا
ہے وہ سب سے بڑا نانک اُسے سب سے بڑا کہیے
وہی واقف ہے اپنے آپ سے اور اپنی عظمت سے

پلوڑی ۲۳

علاجی علاج اینی سُرتِ نہ پائیمیا
نڈیا اتے واہ پوُہِ سُمندِ نہ جانی اہِ
سُمند ساہ سُلطان گرِیا سیتی مال وهنُ
کیرِڑی تُلِ نہ ہووِنی جے تسُ منہُ نہ ویشرہ

پوڑی ۲۳

نہیں عقل اتنی کوئی گیت اُس کے وصف کے گائے
نہیں ممکن کوئی جز وا پنے کُل کی تھاہ کو پائے
سمندر میں جو نالے ندیاں گرتے ہیں آ آ کر
بھلا ان کو کہاں معلوم گہرا کتنا ہے ساگر
اگر ممکن ہو بن جائے کوئی سلطان بحر و بر
پہاڑوں کے برابر وزن میں ہو اس کا سیم و زر
نہیں اُس کو سمجھتے ایسی چیونٹی کے برابر ہم
کہ جو ہر سانس میں بھرتی ہے اُس کی یاد ہی ہر دم

پلوڑی ۲۸

اَنٹ	نہ	عفتی	کہن	
اَنٹ	نہ	کرنے	دین	اَنٹ نہ
اَنٹ	نہ	ڈیکھن	سُنڑن	اَنٹ نہ
اَنٹ	نہ	جاپے	کیا	اَنٹ نہ
اَنٹ	نہ	جاپے		ہنٹ من
اَنٹ	نہ	جاپے	کیتا	اکار سہار
اَنٹ	کارن	سیکھے	یارا	وار
تاکے	اَنٹ	نہ	بل	لاہ
اپہ	اَنٹ	نہ	پاے	جاہ
بھتا	کینے		جانے	کوٹے
وڈا	صاحب		بھتا	ہوئے
اوچے	اپر		اوچا	ہنقاو
الوڈ			اوچا	ناو
تیس	اوچا		ہودے	کوٹے
جے وڈ	اوچے	کو	جانے	ہوئے
	آپ	جلنے	آپ	آپ
ٹانک	بندری		کرمی	وات

پوڑی ۲۴

نہیں حد اُس کی عظمتوں کی نہیں اُن کے بیاں کی حد
شمار اُس کی عطاؤں کا نہ تفصیلِ جہاں کی حد
نہیں حد اس کے سُننے کی نہیں کچھ دیکھنے کی حد
ہے اُس کے من میں کیا کیا کچھ نہیں اس اُن منّے کی حد
نہیں ملتی کوئی حد کس قدر اُس کا پسارا ہے
نہ اس جانب کنارا ہے نہ اُس جانب کنارا ہے
بہت ایسے ہیں جو حد جاننے کو تلملاتے ہیں
نہیں پاتے وہ حد ہر چند زور اپنا لگاتے ہیں
کہاں تک ہے کوئی بے حد کی حد کو پا نہیں سکتا
کہے گا کوئی جتنا سلسلہ بڑھ جائے گا اُتنا
بڑا ہے سب سے وہ صاحب اور اونچا ہے مقام اُس کا
حقیقت ہے بہت اُونچے سے بھی اُونچا ہے نام اُس کا
بلندی اس کی جانے جو بلند اُس کے برابر ہو
مگر یہ بات ہو سکتی نہیں ہو بھی تو کیوں کر وہ
ہے اپنے آپ سے آگاہ کتنی اُس کی عظمت ہے
جسے چاہے جو دے **نانک** یہ اُس کی شانِ رحمت ہے

پوڑی ۲۵

بھتا کرم لکھیا نہ جائے
وڈا داتا تِل نہ تمائے
کیتے منگھہ جودھ اپار
کیتیا گنت نہی ویچار
کیتے کھپ
تُٹہ وِکار
کیتے لے لے مُکر پاہِ
کیتے مورکھ کھاہی کھاہِ
کیتیا دُوکھ بھُوکھ سد مار
ایہہ بھِ دات تیری داتار
بند خلاصی بھانے ہوئے
ہور آکھ نہ سکے کوئے
جے کو کھائک آکھن پائے
اوہ جانے جیتیا مُنہ کھائے
آپے جانے آپے دیئے
آکھِ سَ بھِ کیئی کیئے
جس نو بخشے صِفتِ صالاح
نانک پاتِ ساہی پاتِ ساہ

پلوڑی ۲۵

بیاں ممکن نہیں ہے اُس کی بے پایاں عنایت کا
وہ بے پرواہ علی سے ایک دریا ہے سخاوت کا

مرادیں مانگتے ہیں کتنے جھوٹے جاں سپار اُس سے
بھکاری اُس کے کتنے ہیں جنہیں ہم گن نہیں سکتے

بہت ہیں کھپ گئے بدکاریوں میں زندگی جن کی
مگر پھر بھی گناہوں کی ہوس دل سے نہیں جاتی

ہیں ایسے بھی جو ناشکرے ہیں اس کے فیض و احساں کے
بہت ناداں ہیں جن کے پیٹ کھا کھا کر نہیں بھرتے

بہت بھوکے دکھی افلاس کے صدمے اٹھاتے ہیں
وہ تیری دین کہہ کر ساری کڑیاں جھیل جاتے ہیں

تری مرضی سے ملتی ہے ہو پابندی کہ آزادی
نہیں دم مار سکتا دوسرا تیرے سوا کوئی

جو بڑ بولا کوئی اپنی یہاں شیخی دکھائے گا
وہ منہ کی کھائے گا اپنی حماقت جان جائے گا

علیم کُل ہے وہ مالک ہے وہ اپنی عطاؤں کا
مگر کرتے ہیں کم لوگ اعتراف اس کی عطاؤں کا

وہ سے توفیقِ ثنا اپنی جسے خوش بخت انساں ہے
بلند اقبال ہے نانک وہ سُلطانوں کا سُلطاں ہے

پلوٹی ۲۶

اُمل　گن　اُمل　وابار
اُمل　واپارِ ییے　اُمل　بھنڈار
اُمل　آوہ　اُمل　لے　جاہ
اُمل　بھائے　اُملا　سماہ
اُمل　دھرم　اُمل　دیشان
اُمل　تل　اُمل　پروان
اُمل　بخشیش　اُمل　پیشان
اُملو　کرم　اُمل　فرمان
اُملو　اُمل　آکھیا　نہ　جائے
آکھ　آکھ　رہے　لوٹائے
آکھ　ویدہ　پاٹھ　پران
آکھ　پڑھے　کرہہ　دکھیان
آکھ　بڑھے　آکھ　اندھ
آکھ　گوپی　سے　گووند

پوڑی ۲۶

ہیں اَن مول اُس کے گُن اَن مول ہے سوداگری اُن کی
یہ سودا بے بہا ہے بے بہا ہے گاہکی اُن کی ہر
یہاں انمول آنا اور کما کر بے بہا جانا
نظر انمول اُس کی بے بہا اُس میں سما جانا

ہے اُس کا بے بہا عدل اور عدالت بے بہا اُس کی
ترازو بے بہا باٹوں کی حکمت بے بہا اُس کی
نشاں انمول ہیں انمول اُس کے لطف و احساں ہیں
کرم انمول ہے اُس کا اور انمول اُس کے فرماں ہیں
وہ ہے انمول ہی انمول کتنا کہہ نہیں سکتے ہو
بہت سے تھک گئے کہہ کہہ کے پھر خاموش ہو بیٹھے۔

اُسی کی بات وید اور پرانوں کی زباں پر ہے ✤ اُسی کا ذکر اہل علم و دانش کی زباں پر ہے
اُسی کی اندر برہما مات دن تشریح کرتے ہیں ✤ اُسی کی گوپی بھی گوبند بھی توضیح کرتے ہیں

آکھہِ ایشر آکھہِ سِدھ
آکھہِ کیتے کیتے بُدھ
آکھہِ دانو آکھہِ دیو
آکھہِ سُر نر مُنِ جن سیو
کیتے آکھہِ آکھن پاہِ
کیتے کہہِ کہہِ اُٹھِ اُٹھِ جاہِ
ایتے کیتے ہور کرہِ
تا آکھ نہ سکہہ کیئی کیئی
جیوڈُ بھاوے تیوڈُ ہوئے
نانک جانے ساچا سوئے
جے کو آکھے بولُ وِگاڑُ
تا لِکھیئے سِر گاوارا گاوارُ

بیاں کرتے ہیں شنکر بات اُس کی بیتھ کہتے ہیں
بنائے اُس نے جو عارف اسی پرچا میں رہتے ہیں
اُسی کا ذکر ہے ہر دلبو ہر دانو کے ہونٹوں پر
یہی باتیں ہیں سُر نر جن مُنی سب کی زبانوں پر
اگر اتنے ہی کر دے اور بھی اہلِ زباں پیدا
ہے اُس کی شان جس کو پھر بھی پایا جا نہیں سکتا
بڑائی جس قدر پائے ہے اُس کا اختیار اپنا
وہ سچا سائیں نانک جانتا ہے خود ہی پار اپنا
کہے جو یاوہ گو کوئی سمجھتا ہوں مقام اُس کا
گنواروں میں سرِ فہرست لکھا جائے نام اُس کا

پلوڑی ۲۷

سو در کیہا سو گھر کیہا جت بہہ سرب سمالے

واجے ناد انیک اسنکھا کیتے داون ہارے

کیتے راگ پری سیو کہی ان کیتے گاونہارے

گاوہِ تُہنو پون پانی بیسنتر گاوے راجا دھرم دُوارے

گاوہِ چِت گُپت لکھِ جانہہِ لکھ لکھ دھرم وچارے

گاوہِ ایسر برما دیوی سوہن سدا سوارے

گاوہِ اِندا اِندا اسن بیٹھے دیوتیا دِرنالے

گاوہِ سدھ سمادھی اندر گاوِن سادھ وچارے

گاوِن جتی ستی سنتو کھی گاوہِ ویر کرارے

گاوِن پنڈت پڑھن رکھیسر جگ جگ ویدا نالے

گاوہِ موہنیا من موہن سُرگا مچھ پیالے

گاوِن رتن اُپائے تیرے اٹھ سٹھ تیرتھ نالے

لوری ۲۷

وہ کیسا آستاں ہے کیسی وہ منزل ہے لاثانی ٭ جہاں سے تو نظامِ دہر کی کرتا ہے نگرانی

دُھنیں بیحد سُریلی بج رہی ہیں تیری چوکھٹ پر ٭ ہیں مصروفِ ثنا سازوں پہ لاتعداد نغمہ گر

ترے دربار میں ہیں ٹھاٹھ راگنیوں کے راگوں کے ٭ لگے ہیں ٹھٹ کے ٹھٹ کتنے سُریلی تان والوں کے

ہوا اور آگ پانی گاتے ہیں سب آرتی تیری ٭ تری دہلیز پر محوِ ثنا ہے دھرم راجا بھی

یہاں تو دفترِ اعمال کا حافظ بھی گاتا ہے ٭ لکھے پر جس کے نیک و بد کا ثمرہ لکھا جاتا ہے

یہاں دیوی بھی برہما بھی یہاں شنکر بھی گاتے ہیں ٭ ہمیشہ تجھ سے جو یہ حُسن پہ اعزاز پاتے ہیں

سنگھاسن پر سجا وہ اندر تیرے در پہ گاتا ہے ٭ اور اُس کے ساتھ اِک اِک دیوتا بھی سُر ملاتا ہے

سمادھی میں بھی ہیں جو سدھ تیرے در پہ گاتے ہیں ٭ تجھے ہی سادھو بھی دے دھیان گا گا کر رجھاتے ہیں

مجرد عابد و صادق بلشر ہمت گری میں ہیں ٭ بہادر اور جری سب محو تیری آرتی میں ہیں

یہاں گاتے ہیں پنڈت اور رشی سب وید پاٹھوں سے ٭ چلا آتا ہے یہ شغلِ مقدس کتنے دوروں سے

زمینوں آسمانوں اور پاتالوں کے خطوں میں ٭ حسینائیں ہیں کتنی مست دلآویز نغموں میں

ہیں نغمہ زا جواہر سب جنہیں تُو نے بنایا ہے ٭ اور اٹھ سٹھ تیرتھوں نے گا کے سر آگے جھکایا ہے

گاوِہ جودھ مہابل سُورا گاوِہ کھانی چارے
گاوِہ کھنڈ منڈل ورِبھنڈا کرِ کرِ رکھے دھارے
سیئی تُدھُنو گاوِہ جو تُدھُ بھاون رتے تیرے بھگت رسالے
ہور کیتے گاوِن سے مَیں چیت نہ آون نانک کیا وِیچارے
سوئی سوئی سدا سچ صاحب ساچا ساچی نائی
ہے بھی ہوسی جائے نہ جاسی رچنا جِن رچائی
رنگی رنگی بھاتی کرِ کرِ جنسی مائیا جِن اُپائی
کرِ کرِ ویکھے کیتا اپنا جو تِس دی وڈیائی
جو تِس بھاوے سوئی کرسی حُکم نہ کرنا جائی
سو پاتِ شاہُ شاہا پاتِ صاحبُ نانک رہنُ رجائی

جتی جیوٹ جبالے، جنگ جو سب نغمہ پیرا ہیں ؛ تری چاروں طرح کی خلقتیں محو ترانہ ہیں

یہ خاکی نوری ناری سارا عالم نغمہ آرا ہے ؛ جنہیں تو نے بنایا ہے جنہیں تیرا سہارا ہے

تیری نظروں میں جو منظور ہیں سارے وہ گاتے ہیں ؛ ترے ہی عشق میں جو چُور ہیں سارے وہ گاتے ہیں

ہے انداز سے باہر اور کتنے گانے والے ہیں ؛ اگر سوچے بھی نانک سب کہاں یاد آنے والے ہیں

ہے عیاں جب آپ سچا اور اس کا نام سچا ہے ؛ ہمیشہ سے وہی مالک اُسی کا دھام سچا ہے

یہ سب خلقت یہ عالم جس کی قدرت سے ہوئے پیدا ؛ کہیں وہ جا نہیں سکتا وہ اب ہے پھر وہی ہوگا

وہی قائم ہے دائم جس نے یہ مایا رچائی ہے ؛ بہت رنگوں عجب جنسوں سے یہ دنیا بنائی ہے

وہ ہے جتنا بڑا اتنی بڑائی کی لگا ہوئی ہے ؛ کیا کرتا ہے موجیں دیکھ کر یہ نو بہ نو جلوے

وہ جو چاہے کرے اس پر نہیں چلتا کوئی فرمان

وہ رکھے جس طرح نانک رہو وہ ہے شہنشاہاں

پوڑی ۲۸

مُنداسنتو کھ سرم پت جھولی دھیان کی کرسے ببھوت
کھنتھا کال کواری کایئا جگت ڈنڈا پرتیت
آئی پنتھی سگل جماتی من جیتیے جگ جیت
آدیس تِسے آدیس
آد انیل اناد اناہت جگ جگ ایکو ویس

پوڑی ۲۹

بُھگت گیان دیا بھنڈارن
گھٹ گھٹ واجہ ناد
آپ ناتھ ناتھی سبھ جاکی
ردھ سدھ اورا ساد
سنجوگ وِجوگ دوءِ کار چلاوہِ
لیکھے آوہِ بھاگ
آدیسُ تِسے آدیسُ
آدِ انیلُ انادِ اناہتُ جگُ جگُ ایکو ویس

پوڑی ۲۸

قناعت کے پہن کانوں میں بالے بادلے جوگی ؛ حیا کی اور غیرت کی سمجھ کچکول ہے کافی
بھبھوت انگوں میں اسکے دھیان کی ہر دم رمائے جا ؛ اجل کے خوف کی تو اوڑھنی اپنی بنائے جا
عفائے ظاہر و باطن ہی راہِ عقل و حکمت ہے ؛ یقیں کی پختگی تیرا عصا ہے تیری طاقت ہے
اُس آئی پنتھی کے سب پنتھ ہوتے ہیں جو ایسا ہو ؛ جو اپنے نفس کو جیتے وہ جیتے ساری دُنیا کو
جو ہے بے رنگ و لافانی درود اس پہ سلام اس پہ ؛ کوئی بھی دور ہو رہتا ہے وہ اک خال میں یکسر

پوڑی ۲۹

ہے بھوجن گیان بھنڈارن دیا ہے اسکی اسے بابا
بجا کرتا ہے گھٹ گھٹ ناد اُس گھٹ گھٹ کے باسی کا

وہی مالک ہے ملکیت ہے اُسکی ذرّے ذرّے پر
ہے جوگی سب کرشموں اور کراماتوں سے بالاتر

یہاں ملنے بچھڑنے پر ہے سارا کھیل دُنیا کا
ملا کرتا ہے سب کو جو بھی ہے تقدیر کا لکھا

جو ہے بے رنگ و لاثانی درُود اُس پر سلام اس پر
کوئی بھی دور ہو رہتا ہے وہ اک "خال" میں یکسر

پوڑی ۳۰

ایکا مائی جُگت ویائی تِن چیلے پروان
اک سنساری اک بھنڈاری اِک لائے دی بان
جو تِس بھاوے تِوے چلاوے جو ہووے فرمان
اوہ ویکھے اوناں نذر نہ آوے بہتا ایہہ وڈان
آدیس تِسے آدیس آد انیل اناد اناہت جُگ جُگ ایکو ویس

پوڑی ۳۱

آسن لوئے لوئے بھنڈار جو کچھ پایا سو ایکا بار
کر کر ویکھے سرجن ہار نانک ساچے کی ساچی کار
آدیس تِسے آدیس آد انیل اناد اناہت جُگ جُگ ایکو ویس

پوڑی ۳۲

اِک دُو جیبھو لکھ ہوہِ لکھ ہووہ لکھ ویس لکھ لکھ گیڑا آکھی اہ ایک نام جگدیس
ایت راہ پت پوڑیا چڑھیئے ہوئے اکیس سُن گلاں آکاس کی کیٹا آئی ریس
نانک نذری پائیے کوڑی کوڑے ٹھیس

پوڑی ٣٠

وہ ماتا ایک ہی ہے جس نے اپنی عین حکمت سے ٭ کئے ہیں پیدا اپنے تین منظورِ نظر بیٹے
ہیں اُن کے نام کرتا بھرتا ہرتا اُنکے کاموں سے ٭ وہ سب ہیں بندگانِ حکم ماں کرتی ہے جو چاہے
نظر ہر وقت اپنے بیٹوں پر رکھتی ہے انکی ماں ٭ تعجب ہے نظر آتی نہیں بیٹوں کو اپنی ماں

جو ہے بے رنگ و لافانی درود اُس پر سلام اُس پر
کوئی بھی دور ہو رہتا ہے وہ اِک حال میں یکسر

پوڑی ٣١

ہے بھنڈار اُسکا ہر عالم میں ہر عالم میں گدّی ہے ٭ ازل سے جو بھرا بھنڈار ہے اُس نے وہ کافی ہے
وہ نانک آپ سچا اور اُسکا کھیل سچا ہے ٭ خدائی دیکھ کر اپنی وہ خالق شاد ہوتا ہے

جو ہے بے رنگ و لافانی درود اُس پر سلام اُس پر
کوئی بھی دور ہو رہتا ہے وہ اِک حال میں یکسر

پوڑی ٣٢

کسی کی ایک کیا لاکھوں سے بھی لاکھوں زبانیں ہوں ٭ جپے ہر بار میں جگدیش نام اِک اِک زباں لاکھوں
یہ زینہ ہے وصالِ یار کے اعزاز پانے کا ٭ یہی ہے ایک زینہ منزلِ جاناں پہ جانے کا
بڑائی عرش کی سُن سُن کے کیڑے رینگنے والے ٭ حسد سے کہتے ہیں لائیں گے ہم بھی توڑ کر تارے

نگاہِ فیض ہو جس پر مزا یہ اُس نے لوٹا ہے
یونہی شیخی بگھارے کوئی تو جھوٹوں کا جھوٹا ہے

پوڑی ۳۳

آکھن جور چپے نہہ جور
جور نہ منگن دین نہ جور
جور نہ جیون مرن نہ جور
جور نہ راج مال من سور
جور نہ سرتی گیان ویچار
جور نہ جگتی چھٹے سنسار
جس ہتھ جور کر دیکھے سوئے
نانک اُتم نیچ نہ کوئے

پوڑی ۳۴

راتی رتی تتھی وار
پون پانی، اگنی پاتال
تس وچ دھرتی
تھاپ رکھی دھرم سال
تس وچ جی جگت کے رنگ
تن کے نام انیک اننت
کرمی کرمی ہوئے ویچار
سچا آپ سچا دربار
تتھے سوہن پنچ پروان
ندری کرم پوے نیسان
کچ پکائی اُتھے پائے
نانک گیا جاپے جائے

پوڑی ۳۳

نہ کچھ کہنے پہ بس اپنا نہ چُپ رہنے پہ بس اپنا ٭ نہ بس اپنا گدائی پر سخاوت پر نہ بس اپنا
نہ مرنا اپنے بس میں ہے نہ جینا اپنے بس میں ہے ٭ نہ وجۂ شورِ دل تخت و خزینہ اپنے بس میں ہے
نہ یک سُوئی نہ علمیّت نہ حُجّت اِک نہیں بس میں ٭ کرے دُنیا سے آزاد ایسی حکمت اک نہیں بس میں
ہے طاقت جس کے قبضے میں وہ جو چاہے کرے مرضی
نہ کم تر ہے کوئی نانک نہ برتر ہے یہاں کوئی

پوڑی ۳۴

یہ رُت یہ رات یہ دِن یہ ہوا یہ آگ یہ پانی ٭ یہ پاتال اور اظہار و نمو کی ساز و سامانی
اسی ماحول میں فرشِ زمیں اُس نے بچھایا ہے ٭ ادائے فرض کے قانون[1] کا مرکز بنایا ہے
کئے جاں دار رنگا رنگ پیدا اک سے اک نیارا ٭ ہیں اُن کے نام لاتعداد گنتی کا کسے یارا
عمل سب پر کھے جاتے ہیں حساب اک اک کا ہوتا ہے ٭ وہ سچّا آپ اُسکا عدل اور دربار سچّا ہے
ہے وہ عالم جہاں اللہ کے پیارے قدر پاتے ہیں ٭ نگاہِ لطف سے اعمالِ حسنہ تولے جاتے ہیں
وہاں ہوتا ہے طے، ہے کون کچّا کون پکّا ہے
وہاں کھلتا ہے آگے جا کے نانک کون کیسا ہے

---

[1] معاملہ و معادلہ

پوڑی ٣٥

دھرم کھنڈ کا ایہو دھرم
گیان کھنڈ کا آکھہہ کرم
کیتے پوَن پانی ویسنتر کیتے کان ہیس
کیتے برمے گھاڑت گھڑی اہ روپ رنگ کے ویس
کیتیا کرم بھومی میر کیتے کیتے دھو اپدیس
کیتے اند چند سور کیتے کیتے منڈل دیس
کیتے سدھ بدھ ناتھ کیتے کیتے دیوی دیس
کیتے دیو دانو مُن کیتے کیتے رتن سمند
کیتیا کھانی کیتیا بانی کیتے پات نرند
کیتیا سرتی سیوک کیتے **نانک** انت نہ انت

پوڑی ۲۵

عمل کی، عدل کی دُنیا کا نقشہ تھا جو دیکھا ہے
مگر دُنیائے علم و آگہی کا اور دیکھا ہے
وہاں بے حد ہوائیں، آگیں، لاتعداد پانی ہیں تو
وہاں کتنے ہی شو ہیں کتنے ہی کرشن اور کنہائی ہیں

بہت برہما وہاں مصروف ہیں عالم بنانے میں
عجب ہیں ساز و ساماں اُنکے اِک اِک کارخانے میں
بہت اعمال کے عالم ہیں کوہستان کتنے ہی تو
بہت ہیں دھرو بڑی تعداد پیغاموں کی پندوں کی

بہت سے اِندر ہیں اور چاند ہیں سُورج بہت سے ہیں
وہاں کیوں کر بتائیں خطہ ہائے ارض کتنے ہیں
ہیں کتنے سِدھ کتنے بُدھ، کتنے ناتھ کیا کہیے
بتائیں کیا مجسم دیویوں کے رُوپ ہیں کتنے

ہیں دانو کتنے کتنے دیو ہیں کتنے منیشور ہیں
جواہر کتنے رنگا رنگ ہیں کتنے سمندر ہیں
ظہورِ زندگی کے کتنے رستے بولیاں کتنی
رعیت کس قدر ہے راعیوں کی ٹولیاں کتنی

ہیں کتنے محوِ دیدِ ذات، کتنے خادمِ انساں
یہ سارا کھیل نانک بے کراں ہے اور بے پایاں

۱ دائرۂ انکشاف

پلوڑی ۳۶

گیانِ گھمنڈ مہہ گیانُ پرچنڈ

تِتھے ناد نبود کوڈ انند

سرمِ گھمنڈ دکی بانی رُوپُ

تِتھے گھاڈتِ گھرٹیئے بہُتُ انوپُ

تاکیا گلا کِتھیا نہ جاہِ

جے کو کہے پِچھے پچھتائے

تِتھے گھڑیئے سُرت مت مِن بدھِ

تِتھے گھڑیئے سُرا سدھا کی سدھ

پلوڑی ۳۶

ریاضتِ[1] آگہی میں برقِ عرفاں کی ہے تابانی
سرور آور طرب انگیز نغموں کی فراوانی
ریاضت[2] کے جہاں میں حسن و زیبائی نمایاں ہیں
وہاں نادر حسین خوش رنگ ایجادوں کے ساماں ہیں
یہ وہ عالم ہے جو قیدِ بیاں میں آ نہیں سکتا
کرے گا جو بیاں سر شرم سے جھک جائیگا اُس کا
توجہ کی خرد کی نفس کی تنظیم ملتی ہے
وہاں بدھوں سُروں کو ہوش کی تعلیم ملتی ہے

[1] مکاشفہ (دائرۂ انکشاف) [2] مجاہدہ (دائرۂ اجتہاد)

پوڑی ۳۷

سرم کھنڈ کی بانی جور
تتھے گھاڑت گھڑیئے بہت انوپ
تتھے ہور نہ کوئی جودھ مہابل سور
تن مہہ رام رہیا بھرپور
تتھے سیتو سیتا مہما ماہ
تا کے روپ نہ کتھنے جاہ
نا اوہ مرہ نہ ٹھاگے جاہ
جن کے رام وسے من ماہ
تتھے بھگت وسہ کے لوء
کرہ انند سچا من سوء
سچ کھنڈ وسے نرنکار
کر کر ویکھے ندر نہال
تتھے کھنڈ منڈل ورہبھنڈ
جے کو کتھے تہ انت نہ انت
تتھے لوء لوء آکار
جو جو حکم تویں توے کار
ویکھے وگسے کر ویچار
نانک کتھنا کرڑا سار

پوڑی ۲۷

فضائے[1] فضل نے تخصیص پائی زور و طاقت میں
وہاں کوئی نہیں ہے دوسرا، وحدت ہے وحدت میں
وہ نگری ہے بہادر زور آور جنگ جوؤں کی[2]
ہے جن کے روئیں روئیں میں رمیا رام کی ہستی
یقیں جانو کہ جن لوگوں کے من میں رام بستا ہے
نہ کوئی ٹھگ سکے ان کو نہ مر جانے کا کھٹکا ہے
وہاں آباد ہیں عالم بہ عالم رام بھگتوں کے
یقیں لائے ہیں حق پر وہ سرور و جوش میں ڈوبے
ضیائے لامکاں ہے وہ حقیقت ہے حرم اس کا
نظر سب پر ہے اس کی عام ہے لطف و کرم اس کا
وہاں اتنے نظام اتنی فضائیں خطے اتنے ہیں
کوئی چاہے تو نانک گن نہیں سکتا کہ کتنے ہیں
وہ سب کو دیکھتا ہے دیکھ کر سرشار ہوتا ہے
بیاں اس حال کا نانک بہت دشوار ہوتا ہے۔

۱؎ مواحدہ (دائرۂ قدرت) ۲؎ اہلِ قدرت۔ قادر لوگ۔

پلوڑی ۳۸

جتُ پاہارا دِھیرجُ سُنیارُ

اہرَنِ متِ ویدُ ہتھیارُ

بھؤ کھلا اگن تپ تاؤ

بھانڈا بھاؤ انمرتُ تِت ڈھال

گھڑِیے سبدُ سچّی ٹکسال

جن کو ندرِ کرم تِن کار

نانک ندری ندرِ نہال

ہے ضبطِ نفس بھٹی، عزم و استقلال ہے زرگر
ہے اہرن عقل، وید اوزار، اُس کی دھونکنی ہے ڈر

ریاضتِ نفس کی آگ اپنی بھٹی میں جلائے جا
نشانہ ہے کٹھالی اِس میں امرت تت گلائے جا

کھرے سکے اِسی ٹکسال میں گر نام کر گھڑ لے
اِسی اِک نام کو من میں نگینے کی طرح جڑ لے

مگر جن پر نگاہِ لطف ہو یہ کام ہے اُن کا
جنہیں اپنا بنا لے وہ بخیر انجام ہے اُن کا

نظر کا فیض ہی نانک یہاں درکار ہوتا ہے
ملیں نظروں سے نظریں اور بیڑا پار ہوتا ہے

سلوکُ

پَون گُروُ پانی پِتا ماتا دھرتِ مہت

دِوسُ راتِ دوئےِ دائیؔ دائیا کھیلےَ سگل جگتُ

چنگیائیا بُریائیا واچے دھرمُ ہدُوڑِ

کرمی آپو اپنی کے نیڑے کے دُوڑِ

جنی نام دھیائیا گئے مسکتِ گھالِ

نانک تے مُکھ اُجلے کیتی چُھٹی نالِ

سلوکؔ

ہوا رہ بڑ زمیں ماں باپ کے پانی سے ناتے ہیں
یہاں عالم کو دِن اور رات باہوں میں کھلاتے ہیں
عمل سب نیک و بد داور کے آگے تولے جاتے ہیں
یہاں بوتے ہیں جیسا بیج پھل ویسا ہی پاتے ہیں
کئی مقبول ہوتے ہیں کئی دھتکارے جاتے ہیں
کئی جاتے ہیں دور اُس سے کئی قُرب اُس کا پاتے ہیں
جو مر مٹتے ہیں اُسکے نام پر دُکھ جھیل جاتے ہیں
وہ خود بھی سُرخ رُو ہیں پار اوروں کو لگاتے ہیں